every where. But in few of them you can find a portion for women. If we want to educate whome we should arrange Religious activities in Masjid for them in there seprate portions, in the ligth of Quran and Hadith and Seerat-e-Rasool(P.B.U.H)

اسلام میں عورت اور مرد دونوں انسان ہیں۔ سورۃ النساء اس بات کی پختہ دلیل ہے:

يَاأَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا O (۱)

اس آیت کے بعد میں آپ کے سامنے ایک اور آیت رکھوں گی جس سے انسان کی اس ذمہ داری کا تعین ہوتا ہے جس کے لئے اللہ تعالی نے انسان کو بھیجا ہے۔ اللہ تبارک وتعالی فرماتا ہے:

وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون (۲)

اور اس آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالی نے دنیا میں اپنی ذمہ داری کا مکلف ان دو مخلوقات کو ٹھہرایا ہو، جبکہ اس کی حمد وثنا کائنات کی ہر شے کرتی ہے۔ اور ان آیات سے یہ بھی معلوم ہوجاتا ہے کہ مرد اور عورت الگ الگ مخلوق نہیں بلکہ اللہ کے بنائے ہوئے انسان ہیں جو زمین پر اللہ کے نائب ہیں فرق صرف جسمانی ساخت کا ہے جسکی بنیاد پر انکو علیحدہ علیحدہ ذمہ داریاں تفویض ہوئی ہیں، لیکن ان ذمہ داریوں کے درمیان عدل وانصاف ہے ایسا عدل وانصاف اور مساوات جسکو سمجھنے کی ضرورت ہے اور جس کے ادراک سے ہی معاشرے میں فلاح وبہبود اور عدل وانصاف قائم ہوسکتا ہے، یعنی دیکھنے کو بصارت اور سمجھنے کو بصیرت کی ضرورت ہے۔ کیونکہ قرآن کریم میں جو آیات اس ضمن میں بیان فرمائی گئی ہیں ان کا مقصد ہی انسان کا منصب اور اس دنیا میں آمد کا مقصد واضح کرنا ہے جہاں جہاں یا یہاالذین سے خطاب ہوا اس ذات باری تعالی کے مخاطب الرجال و النساء دونوں ہیں، لیکن ایسی آیت بھی بہت ہیں جن میں تاکید کرنے لئے دونوں صنفوں کا ذکر باہم کیا گیا ہے، مثلاً:

و من يعمل من الصالحات من ذكر او انثیٰ و هو مؤمن فاولئك يدخلون الجنة ولا يظلمون نقيرا (۳)

ا ن المسلمين والمسلمات والمؤمنين والمؤمنات والقانتين و والقانتات والمتصدقين والمتصدقات والصائمين والصائمات والحافظين فروجهم والحافظات والذاكرين الله كثيرا والذكرات اعدلهم مغفرو جرا عظيما(۴)

الم يك نطفة من منی يمنیٰ ثم كان علقة فخلق فسویٰ فجعل منه الزوجين الذكر والانثیٰ (۵)

عورت اور مرد عبادت میں مساوی ہیں:

جسطرح اللہ تعالی نے عورت و مرد کو انسان بنا کر اس دنیا میں اپنا نائب بنایا اسی طرح اس کے کاندھوں پر کچھ زمہ داریاں بھی ڈالیں یہ زمہ داریاں یا فرائض مختلف نوعیت کے ہیں مگر ان کا فائدہ سراسر انسان ہی کو پہنچتا ہے انہی میں سے " عبادت" کی ذمہ داری بھی ہے جو انسان کی سب سے اہم ذمہ داری اور عبادات میں سب سے اہم عبادت " صلاۃ" یعنی نماز ہے، قرآن کریم میں تقریبا 70 مقامات پر نماز کا ذکر ہے ان آیات میں مرد اور عورت دونوں اس عبادت کے مکلف ہیں، دیکھئے چند مثالیں:

و اقيموا الصلاة و أتو الزكاة واركعوا مع الرا كعين(۶)

و استعينوا بالصبر والصلاة و انها لكبيرة الا على الخاشعين(۷)

حافظوا على الصلوٰت والصلاة الوسطیٰ(۸)

و اقامو الصلوة و أتو الزكاة لهم اجرهم عند ربهم (۹)

و اذا ضربتم فی الارض فلیس علیکم جناح ان تقصروا من الصلاۃ(۱۰)

ان الصلاۃ کانت علی المؤمنین کتابا موقوتاً(۱۱)

یا ایھا الذین اٰمنوا اذا قمتم الی الصلاۃ فاغسلوا و جوھکم (۱۲)

و اقیموا الصلاۃ واٰتو الزکاۃ و اطیعو الرسول (۱۳)

ان الذین یتلون کتاب اللہ و اقام الصلاۃ (۱۴)

وھم علی صلاتھم یحافظون (۱۵)

من اٰمن باللہ والیوم الاٰخر و اقام الصلوۃ و اٰتی الزکاۃ(۱۶)

ان آیات مبارکہ میں واضح طور پر پیغام مرد وعورت دونوں کے لئے ہیں کسی ایک کے لئے نہیں یا صرف مرد کے لئے نہیں۔ کیوں کہ اللہ تعالی نے باہم دونوں کو معاشرے کی ذمہ داری تفویض فرمائی تو یہ کیسے ممکن ہے کہ عبادات میں اور دیگر معاملات میں کسی ایک پر تو فرائض عائد ہوں اور دوسرا بری الذمہ ہو۔ قرآن اس بات کو بھی بالکل واضح انداز میں بیان کرتا ہے:

المؤمنون والمؤمنات بعضھم اولیاء بعض یامرون بالمعروف وینھون عن المنکر و یقیمون الصلاۃ و یؤتون الزکاۃ وویطیعون اللہ و رسولہ اولئک سیرحمھم اللہ ان اللہ عزیز حکیم (۱۷)

اس تمہید کا مقصد صرف یہ یاد دلانا ہے کہ تطہیر اور بھلائی میں عورت اور مرد ملکر اپنا کردار ادا کرنے کے پابند ہیں اور اس ذمہ داری کو نبھانے کے لئے انہیں تعلیم و تربیت کی ضرورت بھی یکساں طور پر مطلوب ہے۔ اسلام نے دونوں کی تعلیم و تربیت اور حصول علم کو برابر رکھا ہے۔

حضور علیہ الصلو والسلام نے فرمایا:

"العلم فریضۃ علی کل مسلم و مسلمۃ"

اور اس فرض کو پورا کرنے کے لئے آپ ﷺ نے مساجد کی تعمیر فرمائی، قرآں کریم میں

سب سے پہلے یہ لفظ "مسجد" جسکا مادہ "سجد" ہے اور یہ "سجد" مشتق "اسم مکان" ہے۔ اللہ تعالی نے "بیت اللہ" شریف یعنی "خانہ کعبہ" کے محل وقوع کو "مسجد الحرام" کا نام دیا جبکہ انبیاء کی سرزمیں فلسطین میں واقع اہم مقام بیت المقدس میں موجود اس جگہ کو جو کہ بہت سے انبیاء کا مقام عبادت رہا مسجد اقصی سے تعبیر فرمایا۔ سورۃ اسراء میں ہے:

" سبحٰن الذی اسریٰ بعبدہ لیلا من المسجد الحرام
الی السجد الاقصی الذی بارکنا حولہ لنریہ من اٰیاتنا
انہ ھو السمیع العلیم (۱۸)

اور مسجد اقصی مسلمانوں کا قبلہ اول بھی قرار پائی۔ پھر حضور علیہ الصلو والسلام ھجرت فرما کر مدینے تشریف لے گئے تو وہاں آپ ﷺ نے جس عمارت کی تعمیر سب سے پہلے کی وہ اپنا گھر نہیں بلکہ اللہ کا گھر تھا چناچہ مسجد قبا وہ پہلی مسجد ہے جسکا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے تعمیر کا اہتمام فرمایا۔ یہ مسجد حضرت مکثوم بن ھدم رضی اللہ عنہ کی ھدیہ کردہ زمین پر تعمیر ہوئی۔ قرآن کریم میں اس کا ذکر (۱۹) میں کیا گیا ہے اور اسے تقویٰ پر تعمیر کی گئی مسجد کا خطاب دیا گیا ہے۔ مہاجرین کا قافلہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سرکردگی میں جب بنی سالم بن عوف کی بستی میں پہنچا تو وہاں آپ نے نماز جمعہ ادا فرمائی۔ اس جگہ بھی ایک مسجد تعمیر ہوئی جسے "مسجد جمعہ" کا خطاب ملا۔ اور مدینے پہنچنے کے بعد آپ نے سب سے پہلے جس عمارت کی تعمیر کا اہتمام فرمایا وہ "ثانی الحرمین" قرار پایا۔ مسجد نبوی دنیا کی پہلی "جامع" یعنی یونیورسٹی جس میں "الصفۃ" دنیا کا پہلا" اقامتی مدرسہ" قائم ہوا۔ اور مساجد کی تعمیر کا یہ سلسلہ آج تک جاری وساری ہے، دنیا بھر کی لاکھوں مساجد اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی دعوت حق کو پھیلانے کا کام سرانجام دے رہی ہیں۔ سبحان اللہ ایسا سلسلہ ہے کہ بڑھتا ہی چلا جارہا ہے۔ علم کی ترویج واشاعت میں مسجد کا کردار" بنیادی" و" مرکزی" کردار ہے۔ کیا اس سے کسی کو اختلاف ہوسکتا ہے۔ نہیں ہرگز نہیں، مساجد اللہ کے گھر ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے ان گھروں کی فضیلت، مقام ومرتبہ بار بار بیان فرمایا:

مسجدیں اللہ کا گھر اور ان میں حاضر ہونے والے اہل ایمان اللہ تعالی کے ملاقاتی ہیں اور جن کی ملاقات کو کوئی آئے اس پر حق ہے کہ وہ آنیوالے ملاقاتی کا اکرام اور اس کی خاطر مدارت کرے۔

عن بی ھریر قال رسول اللہ صل اللہ علیہ وسلم : من غدا لی المسجد او راح اعد اللہ لہ نزلہ من الجنۃ کلما غدا او راح (۲۰)

حضرت ابوھریر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو بندہ جس وقت بھی صبح وشام کو اپنے گھر سے نکل کر مسجد کی طرف جاتا ہے تو اللہ تعالی اس کے واسطے جنت کی مہمانی کا سامان تیار کرواتا ہے، وہ جتنی دفعہ بھی صبح وشام کو جائے۔

عن عثمان بن مظعون انہ قال یا رسول اللہ ائذن لنا فی الترھب, فقال رسول اللہ صل اللہ علیہ وسلم ان ترھب امتی الجلوس فی المساجد انتظار الصلاۃ.(۲۱)

حضرت عثمان بن مظعون سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ" یارسول اللہ مجھ کو رہبانیت اختیار کرنے کی اجازت دیجیئے۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ میری امت کی رہبانیت نماز کے انتظار میں مسجدوں میں بیٹھنا ہے۔

چناچہ مساجد اللہ کے گھر ہیں اور اللہ کے گھر کے دروازے اس کے بندوں کے لئے کھلے ہیں وہاں ان کا انتظار ہوتا ہے۔ اور چونکہ مرد کی طرح عورت بھی انسان ہے اور وہی حقوق رکھتی ہے جو ایک مسلمان مرد رکھتا ہے سو جسطرح مسجد کے دروازے ایک مرد کے لئے کھلتے ہیں ایک عورت لئے بھی ان دروازوں کو کھلنا ہے صرف ایک فرق جو اللہ نے عورتوں اور مردوں کے درمیان مساجد میں نماز کے حوالے سے رکھ دیا ہے اور وہ فرق ایک اجازت ہے، سہولت ہے، ممانعت نہیں ہے۔

عہد رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں خواتین کا کردار

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں مدینے میں مساجد تھیں اور آپ نے اہل مدینہ کو تاکید فرمائی کہ وہ اپنے اپنے محلے کی مسجد میں نماز ادا کریں اور اپنے بچوں کی دینی تعلیم کا بندوبست کریں چناچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کے عہد میں تعلیم و تربیت، لکھنا پڑھنا، درس و تدریس شروع ہو چکی تھی۔ اس

طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مساجد کے دروازے سب کے لئے کھول دیئے۔ مسجد نبوی کو تو کئی اعزاز بیک وقت حاصل تھے، وہ اللہ کے سامنے جھکنے کا مقام بھی تھا تو نبی کریم ﷺ پر نازل ہونے والی وحی متلو کو حفظ کرنے اور اس پر غور وفکر کرنے اور اس کو احاطہ تحریر میں لانے کا ادارہ بھی، اسی طرح مملکت کے امور چلانے کا سیکٹریٹ بھی یہی مسجد نبوی تھی اور باہر سے آنے والے وفود کا استقبال اور ان سے گفت وشنید و معاھدات بھی یہیں طے پایا کرتے تھے، جمعہ ہو یا عیدین کے تہوار لوگ اسی جگہ اکٹھا ہوتے اور نمازیں ادا کرتے ایک دوسرے کے دکھ درد میں شریک ہوا کرتے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے مقدمات بھی یہیں پیش ہوتے ان کے فیصلے بھی یہیں ہوا کرتے اور تمام حساب کتاب بھی یہیں طے پاتے، فوجوں کی روانگی ہو یا مال غنیمت کی تقسیم، اسلام قبول کرنے کی محفل ہو یا مدرسین کی دوسرے صوبوں و علاقوں میں بھیجنے کا انتظام، یہی مسجد نبوی ہے جہاں سید الکونین، فخر موجودات ایک اسطوانے سے ٹیک لگا کر وفود سے بات چیت کرتے ہیں تو دوسرا اسطوانہ خطبہ دینے کے لئے ہے، ایک اسطوانہ سریر ہے جہاں امام الانبیاء کا فرش مبارک بچھایا جاتا ہے۔ یہی وہ مقام ہے جہاں آج تک ان 1400 سو برسوں میں وصال رسول کے بعد جو بھی گیا ان مقامات کو اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک بنائے بغیر نہ واپس لوٹا۔

یہ مسجد نبوی ہے جس کے دروازے مسلمانوں کے لئے کھلے ہیں خواہ مرد ہو یا خواتین صحابہ کرام اور صحابیات رضوان اللہ علیہم اجمعین یہاں سے دلوں کو منور کر رہے تھے اور آج تک یہ مسجد ہر آنے والے کو اپنے اندر سمیٹ رہی ہے، اسی مسجد کی تقلید میں دنیا بھر کی مساجد میں دینی تعلیم و تربیت کا اہتمام ہوا کرتا ہے۔ لیکن ہمارے خطے میں یعنی برصغیر پاک و ہند میں عورت کو مساجد سے بالکل دور رکھا گیا۔ علامہ یوسف القرضاوی مسجد نبوی کے بارے میں لکھتے ہیں:

> "یہ مسجد نبوی اسلامی دعوت کی اولین درسگاہ اور عظیم اسلامی ریاست کا صدر مقام تھی۔ اس درسگاہ نے عرب وعجم کی مختلف نسلوں، کالے اور گورے رنگوں، اغنیاء و فقرا کے مختلف طبقوں، بوڑھوں، جوانوں اور چھوٹی عمر والوں، سب کے لئے دروازے کھول رکھے تھے۔ اس نے نماز باجماعت اور علمی درسوں میں حاضر ہونے والی خواتین کے لئے اپنا سینہ کشادہ کر رکھا تھا اور وہ بھی اس زمانے میں جب کہ عورت کو علم کے حصول کا کوئی حق تھا اور نہ اسے

اپنے رفیق زندگی کے ساتھ کوئی مشارکت حاصل تھی۔ یہ درس گاہ جو علم وعمل کی تعلیم دے رہی تھی، روح وبدن کو پاکیزگی عطا کر رہی تھی، راہ ومنزل کا پتہ دے رہی تھی، حق واجب متعارف کروا رہی تھی تعلیم سے پہلے تربیت ،نظریات سے پہلے تطبیق اور ذہنوں کو بوجھل بنانے سے پہلے تزکیہ نفس اسکا لائحہ عمل تھا، پھر کوئی تعجب کی بات نہیں کہ اس سے ابوبکر وعمر، عثمان وعلی رضی اللہ عنہم جیسے خلفا ابوعبیدہ، خالد وعمر رضی اللہ عنہم جیسے سپہ سالار برآمد ہوئے، ابن مسعود، ابی بن کعب رضی اللہ عنہما جیسے قراء اور زید بن ثابت اور ابن عباس رضی اللہ عنہما جیسے علماء پیدا ہوئے اور خواتین میں فاطمہ، عائشہ، حفصہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہن جیسی فضیلت رکھنے والی شخصیات کی طرح کے نمونے بنے"۔(۲۲)

اسلامی علوم یعنی قراءت، تفسیر، حدیث فقہ، فرائض میں متعدد صحابیات کمال مہارت رکھتی تھیں۔ حضرت عائشہ، حضرت حفصہ، حضرت ام سلمہ، اور حضرت ام ورقہ رضی اللہ عنہن نے پورا قرآن مجید حفظ کر لیا تھا۔ ہند بنت اسید، ام ھشام بنت حارث، رائط بنت حیان اور ام سعد بنت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہن قرآن حکیم کے بعض حصوں کی حافظہ تھیں۔ام سعد رضی اللہ عنہا قرآن مجید کا درس بھی دیتی تھیں۔تفسیر میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو خاص کمال اور مہارت حاصل تھی، چناچہ صحیح مسلم کے آخر میں ان کی تفسیر کا مفسر بہ حصہ منقول ہے حدیث میں ازواج مطہرات عموما اور حضرت عائشہ وام سلمہ رضی اللہ عنہما خصوصا تمام صحابیات سے ممتاز تھیں۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ۲۲۱۰ روایات منقول ہیں اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے ۳۷۸ احادیث روایت کی ہیں۔ ان کے علاوہ ام عطیہ، اسما بنت ابوبکر، ام ھانی اور فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہن بھی کثیر الروایۃ تھیں۔ فقہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے فتاوے اسقدر ہیں کہ متعدد ضخیم جلدیں تیار ہو سکتی ہیں۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے فتاوے سے بھی ایک چھوٹا سا رسالہ مدون ھوسکتا ھے۔ حضرت صفیہ، حضرت حفصہ، حضرت ام حبیبہ، حضرت جویری، حضرت میمونہ، حضرت فاطمہ، حضرت ام شریک، حضرت ام عطیہ، حضرت ام درد، حضرت اسما بنت ابوبکر، لیلی بنت قائف، خولہ بنت ثویت، عاتکہ بنت زید، سھلہ بن سہیل، فاطمہ بنت قیس، ام ایمن، ام یوسف رضی اللہ عنہن

کے فتاوے ایک رسالے میں جمع کیئے جا سکتے ہیں۔علم الفرائض میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو خاصی مہارت حاصل تھی اور بڑے بڑے صحابہ فرائض (وراثت) کے متعلق مسائل دریافت کیا کرتے تھے۔(۲۳)

جناب ڈاکٹر یوسف القرضاوی لکھتے ہیں اور یہ عورت کی شخصیت کے متعلق ان کے مطالعے کا نچوڑ ہے۔کہ عورت عہد رسالت میں کس طرح اپنے حق حیات کا استعمال کرتے ہوئے معاشرے میں ایک فعال فرد کا کردار ادا کیا کرتی تھی۔وہ کہتے ہیں

- خواتین حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلیم کے مزید مواقع فراہم کرنے کا مطالبہ کر رہی ہیں۔
- خواتین مسجد میں اجتماع عام کی دعوت پر لبیک کر رہی ہیں۔
- ام المؤمنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا اپنے ہاتھ سے مزدوری کرتی ہیں اور صدقہ کرتی ہیں۔
- ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی زینب رضی اللہ عنہا ہاتھ سے مزدوری کر کے شوہر اور یتیموں پر خرچ کرتی ہیں۔
- ام عطیہ چھ غزوات میں اپنے شوہر کے شانہ بشانہ رہتی ہیں۔
- ام حرام بحری غزوہ میں شہادت چاہتی ہیں۔
- ام ہانی ایک حربی کو پناہ دیتی ہیں۔
- زینب بنت المھاجر رضی اللہ عنہا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے گفتگو کرتی ہیں
- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی بیوی عاتکہ بنت زید باجماعت نماز میں شرکت کے حق پر ڈٹی رہتی ہیں۔
- حضرت خولہ رضی اللہ عنہا اپنے شوہر سے جدا نہیں ہونا چاہتیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے فریاد کرتی ہیں جس پر اللہ تعالی کی جانب سے سور المجادلۃ کی ابتدائی آیات نازل ہوتی ہیں۔(۲۴)

یہ وہ عورت ہے جس کے لئے علم کے دروازے اسی طرح کھلے جیسے مردوں کے لئے کھلے، اس عورت کو جو کہ صدیوں سے ظلم و بربریت کی چکی میں پس رہی تھی جسے کنیز لونڈی یا خدمتگزار سے

زیادہ اہمیت نہ دی جاتی تھی جسکا استحصال کرنے والا اور کوئی نہیں بلکہ وہی تھا جس کے تسکین روح و قلب کیلئے اسے تخلیق کیا گیا تھا، جو خاندان جیسے اہم یونٹ کا لازمی ستون تھی اور معاشرے کا نصف تھی تھی جو اس کے رحم کرم پر تھی جسکا ساتھی بنایا گیا تھا۔ وہ عورت آج اسلام کی روشنی میں اپنا آپ پہچان رہی تھی اور صدیوں سے موجود اپنے اندر کی پیاس بجھا رہی تھی اس عورت نے ثابت کر دیا تھا کہ اگر اسے اس کا حق ملا تو وہ اپنے فرائض میں کوئی کوتاہی نہ کرے گی، اگر اسے اسکا مقام و منصب عطا ہو جائے تو وہ خود بھی ذلت و رسوائی سے نکل کر معاشرے کو بھی ذلت و رسوائی سے نکالے گی۔۔۔۔ کاش وہ لوگ جو عورت کو آج بھی وہ حق دینے سے گریزاں ہیں جو اس کے رب و رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے عطا فرمایا، جو اس کے خالق نے اسے بخشا، یہ سمجھ لیں کہ زبانی کہنے سے نہ کبھی کوئی فرق پڑا نہ پڑے گا اصل بات عمل پیرا ہونے کی ہے چنانچہ اس میں کوئی کوتاہی نہ کی جائے اور عورت کو وہ حقوق عطا کر دیئے جائیں جو اس کے لئے اسلام میں موجود ہیں تو کوئی وجہ نہیں یہ امت پھر سے وہ سپوت پیدا کرنے لگے جو تاریخ کے روشن باب تعمیر کرتے ہیں۔۔۔۔۔

خواتین کے لئے مساجد کی اہمیت اور ضرورت

سب سے پہلے تو ہمیں یہ اچھی طرح جان لینا ہوگا کہ جو احکامات اور اصول اسلام کے ہیں وہ ہر دور میں قابل عمل ہیں، دوسری بات یہ ہے کہ اب جبکہ یہ دین مکمل ہے اور اس میں تمام اہم معاملات کے مطابق اور متعلق تفصیلات طے شدہ ہیں سوائے جزئیات کے اور ان کی جزئیات کا تعلق بھی بنیادی امور سے بنتا ہے تو ہمیں ہر قسم کی صورتحال کو سمجھنے اور اس کے مطابق عمل پیرا ہونے کا موقع ملے گا۔ صرف نیت درست ہونا شرط ہے، اب اگر یہ بات طے ہوگئی تو ہمیں یہ سمجھنے میں کوئی دقت نہیں ہوگی کہ جو معاملات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں طے پا گئے وہی ہمارے لئے مشعل راہ ہونگے بلکہ آج کے سائنسی دور میں اور زیادہ آسانی اور سہولت کے ساتھ ان معاملات اسلام پر عمل پیرا ہو سکتے ہیں۔ مساجد میں عورتوں کی شمولیت کا معاملہ بھی ایسا ہی ہے۔

قرآن کریم میں ارشاد ربانی ہے:

" وما كان لمؤمن ولا مؤمنة اذا قضى الله و رسوله امرا اج يكون لهم الخيرة من امرهم و من يعص الله

ورسولہ فقد ضل ضلالا مبینا (۲۵)

سب سے پہلے ہم یہ دیکھتے ہیں اس مسجد نبوی میں جسکی بنیاد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بنفس نفیس رکھی اور اپنے دست مبارک سے اس کی تعمیر میں حصہ لیا اور اس سے متعلق امور وضع فرمائے، اس مسجد میں عورت کی شرکت وشمولیت کا کیا طریقہ تھا؟ کیا عورت اس مسجد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز میں شرکت کیا کرتی تھی؟ کیا عورت وہاں خطبے سنا کرتی تھی؟ کیا کسب علم کیا کرتی تھی؟ یہ اور ایسے ہی بہت سے سوالات ہیں جن کے جوابات ہمیں ان احادیث مبارکہ سے مل جاتے ہیں جو ہم دلائل کے طور پر یہاں رکھیں گے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

> رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں کسی بچے کی اپنی ماں کے پاس (فرض نماز میں شریک خاتون کے پاس) رونے کی آواز سنتے تو چھوٹی سورت پڑھتے۔(۲۶)

نوٹ: ترجمے میں بریکٹ کے درمیان کے الفاظ مترجم کے ہیں۔

دوسری حدیث متن کے کچھ فرق سے حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

> " میں نماز شروع کرتا ہوں اور میرا ارادہ اس کی طوالت کا ہوتا ہے لیکن میں بچے کی آواز سنتا ہوں تو میں نماز میں تخفیف کر دیتا ہوں اس کی والدہ کی شدت تکلیف کی وجہ سے۔(۲۷)

ان دونوں حدیثوں سے نہ صرف عورت کی نماز میں باجماعت شمولیت کا ثبوت مل رہا ہے بلکہ حضور علیہ الصلو والسلام کی طرف سے اس عورت پر شفقت اور عنایت کا اظہار بھی ہو رہا ہے جو جماعت میں شریک ہے۔ اور ظاہر ہے یہ عوت جو بچے کے ساتھ ہے وہ بوڑھی عورت نہیں جسکا تذکرہ ہمارے ہاں کتابوں میں جا بجا ملتا ہے جن میں عورتوں کی نماز میں شمولیت اس کے بڑھاپے سے مشروط کر دی گئی ہے۔

یہی احادیث صحیح بخاری " کتاب الاذاسن " کے باب " باب من اخف الصلاۃ عند بکاء الصبی " میں بیان ہوئی ہیں۔ جسکا ترجمہ " بچے کے رونے کی آواز سن کر نماز مختصر کر دینا

" ہے۔یعنی امام بخاری نے باب کا عنوان ہی یہ دیا ہے۔(۲۸)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ:

ان کان رسول اللہ ﷺ یصلی الصبح فینصرف النساء متلفعات بمروطھن ما یعرفن من الغلس(۲۹)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز پڑھ لیتے پھر عورتیں چادریں لپیٹے اپنے گھروں کو لوٹیں تو اندھیرے سے ان کی پہچان نہ ہو سکتی تھی۔

اس حدیث کو جس باب میں رکھا گیا ہے اس کا عنوان ہی یہ ہے کہ:

باب خروج النسا الی المساجد باللیل والغلس۔

صحیح مسلم میں یہ حدیث " کتاب المساجد" میں بیان ہوئی ہے۔اور اسکا عربی متن یہ ہے۔

عن عائشة ا نساء المؤمنات کن یصلین الصبح مع النبی ﷺ ثم یرجعن متلفعات بمروطھن لا یعرفھن احد(۳۰)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ" مومن عورتیں صبح فجر کی نماز نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھا کرتی تھیں پھر اپنی چادروں میں لپٹی ہوئی اپنے گھروں کو واپس لوٹتی تھیں کہ انہیں کوئی بھی نہیں پہچانتا تھا۔

اسی طرح حدیث نمبر 1458 میں جو کہ حضرت عائشہ ہی سے مروی ہے۔متن کچھ اس طرح ہے۔

لقد کان نساء من المؤمنات یشھدن الفجر مع الرسول اللہ ﷺ متلفعات بمروطھن ثم ینقلبن الی بیوتھن وما یعرفن من تغلیس رسول اللہ ﷺ بالصلوۃ(۳۱)

کہ مومن عورتیں اپنی چادروں میں لپٹی ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ فجر کی نماز میں حاضر ہوتی تھیں۔پھر وہ اپنے گھروں کو لوٹتی تھیں اور

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز اندھیرے میں پڑھنے کی وجہ سے ان عورتوں کو کوئی نہیں پہچانتا تھا۔

اس حدیث میں ایک لفظ "المروط" استعمال ہوا ہے جو "مرط" کی جمع ہے اور یہ موٹے کپڑے یا اون کی چادر کو کہتے ہیں جسے اسوقت خواتین پردے کے طور پر استعمال کرتی تھیں۔(۳۲)

دوسرا لفظ "الغلس" ہے(۳۳)

اور ہمیں یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز کو سپیدہ سحر نمودار ہونے سے پہلے ہی ادا فرما رہے ہیں کہ خواتین اندھیرے اندھیرے اپنے گھروں کو لوٹ جائیں۔ اس امر کی تصدیق ایک اور حدیث مبارکہ سے ہو رہی ہے ہے، ملاحظہ ہو۔

عن ابن عمر رضی الله عنه عن النبی صلی الله علیه وسلم قال : " اذا استئذنکم نسائکم باللیل الی المسجد فاذنولهن(۳۴)

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تمہاری عورتوں میں سے کوئی تم سے رات کی نماز میں مسجد جانے کی اجازت مانگے تو اسکو اجازت دو۔

صحیح بخاری میں کتاب الصلوۃ میں باب نمبر 555 میں باب کا عنوان یہ ہے : باب استئذان المرءۃ زوجها بالخروج الی المسجد۔ اس میں حدیث نمبر 830 جناب عبد اللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:" تم میں سے کسی کی بیوی مسجد میں جانے کی اجازت چاہے تو اس کو نہ روکے۔

مطا امام مالک میں" کتاب الصلوۃ" باب بعنوان " ما جاء فی خروج النساء الی المساجد" موجود ہے اس میں عبداللہ بن عمرؓ کی یہ حدیث اس طرح ہے:" لا تمنعوا اماء الله مساجد الله"۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:" اللہ کی بندیوں کو مساجد میں آنے سے نہ روکو"۔ مین نے اس میں

اماء کا ترجمہ بندیوں کیا ہے جبکہ محترم نے " لونڈیوں " کیا ہے۔ اللہ کی بندیوں کہنا زیادہ مناسب ہے۔ اور کئی جگہ اس حدیث کا ترجمہ یہی کیا گیا ہے۔(۳۵)

اسی طرح ان احادیث مبارکہ سے جو عورت کو باھر نکلنے کے آداب سکھاتی ہیں ہمیں معلوم ہو جاتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں خواتین مساجد میں نماز اور حصول دین وحصول علم میں شرکت کیا کرتی تھیں وہ انتہائی مشکل دور تھا جس میں اسلام ومسلمانوں کو بہت سے چیلنجز کا سامنا تھا لیکن مسجد نبوی کی تعمیر اور اس کی مختصر عمارت کے باوجود خواتین وہاں آتی تھیں البتہ کچھ شرائط اور آداب وقیود کو ملحوظ خاطر رکھنا ضروری تھا جو آج بھی رکھنا اسی طرح ضروری ہے کیونکہ یہ اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی " حد بندیاں " ہیں، نہ کوئی ان میں کمی کا اختیار رکھتا ہے اور نہ ہی کوئی ان میں اضافے کا مجاز ہے۔(۳۶)

عن ام سلمہ رضی اللہ عنھا قالت : کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا سلم قام النساء حین یقضی تسلیمہ و یمکث ھو فی مقامہ یسیرا قبل ان یقوم قال: نری ۔ واللہ اعلم ۔ ان ذلك کان لکی تنصرف النساء قبل ان یدرکھن الرجال۔(۳۷)

حضرت ام سلمہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ: " آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب سلام پھیرتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سلام پھیرتے ہی عورتیں جانے کے لئے کھڑی ہو جاتیں۔ ابن شھاب الزھری کہتے ہیں ہم یہ سمجھے ہیں ۔آگے اللہ جانے ۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس لئے کرتے تھے کہ عورتیں اس سے پہلے نکل جائیں کہ مرد وہاں آئیں۔

کیا اس حدیث سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عورتوں کے حوالے سے شفقت وعنایت بھرا وہ حسن سلوک سامنے نہیں آرہا جس کا مستحق آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کو قرار دیا اور اس کی سختی سے تاکید بھی فرمائی، اگر وہ لوگ جو عربی زبان کے انداز اور اسلوب سے واقف ہیں ذرا سا بھی غور کریں تو ان صحیح احادیث میں موجود مقصد اور پیغام تک پہنچنے میں انہیں دیر نہیں لگے گی۔

اس حدیث کے بعد ایک اور حدیث موجود ہے جسکا عنوان بڑا اہم ہے امام بخاری نے جو ابواب باندھے ہیں ان سے بھی ہمیں بہت فہم وادراک ہوسکتا ہے ملاحظہ ہو۔

باب سرعة انصراف النساء من الصبح مع قلة مقامهن فی المسجد(۳۸)

صبح کی نماز پڑھ کرعورتوں کا جلدی سے چلے جانا اور مسجدوں میں کم ٹھہرنا۔

صحیح بخاری میں

"باب خروج النسا الی المساجد باللیل والغلس"

میں پانچ احادیث موجود ہیں جو عورتوں کے مساجد میں شریک ہونے کو بیان کر رہی ہیں اور انہیں مساجد میں کے آداب سے روشناس کرا رہی ہیں۔ اس باب کی آخری حدیث نمبر 826 حضرت عائشہؓ کا قول ہے جسکا حوالہ ہمارے ہاں بارہا دیا جاتا ہے، اس سے نہ جانے کیوں زبردستی ثابت کیا جاتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خواتین کا مساجد میں جانا ناجائز قرار دیا ہے یا یہ کہ اسلام عورتوں کو مساجد میں جانے سے روکتا ہے۔ میں وہ حدیث عربی متن کے ساتھ لکھ رہی ہوں۔ یہ حدیث نہیں بلکہ حضرت عائشہؓ کا قول ہے۔ حدیث حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قول وفعل ہوتی ہے۔ یہ نہ قول ہے نہ فعل ہے چنانچہ یہ حضرت عائشہؓ کا قول ہے جسکا آغاز "لو" سے ہوتا ہے اور آپ رضی اللہ عنہا (ام المؤمنین) نے بھی صرف رائے کا اظہار فرمایا ہے روکا نہیں نہ رکنے کا حکم دیا۔ ملاحظہ ہو۔

عن عمرہ بنت عبدالرحمن عن عائش رضی اللہ عنہا قالت لو ادرك رسول الله صلى الله عليه وسلم احدث النساء لمنعهن المسجد كما منعت نساء بنی اسرائیل:

یحیی بن سعید کہتے ہیں جو اس حدیث کو حضرت عمرہ رضی اللہ عنہا سے روایت کر رہے ہیں کہ میں نے عمرہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا:

قلت لعمر: او منعهن؟ قالت: نعم

کیا ان عورتوں کو منع کیا گیا تھا تو انہوں نے کہا "ھاں"۔

اس روایت کو کیسے ان احادیث پر ترجیح دی جاسکتی ہے جو کہ کتب صحاح میں مستند روایات

کے ساتھ موجود ہیں اور کافی تعداد میں موجود ہیں۔

خواتین کا گھروں سے باہر خوشبو لگا کر نکلنا منع ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کو باہر نکلنے کے جو آداب بتائے ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ عورت جب باہر نکلے تو خوشبو کا استعمال نہ کرے، میں نے عرب ممالک میں یہ مشاہدہ کیا ہے کہ وھاں عورتیں بہت تیز خوشبو کا استعمال کرتی ہیں خصوصا باہر جاتے ہوئے جو کہ منع ہے ہمارے ہاں شاید عورتوں میں عطریات کے استعمال کا اتنا رجحان نہیں لیکن جب عورتوں کے لئے مساجد کے دروازے کھولے جائیں گے تو اپنے اوپر عائد ان پابندیوں کا جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے عائد فرمائی ہیں ضرور معلوم ہوگا اس کی حکمت، مصلحت اور ممانعت سے واقفیت ہوگی اور ہونا ضروری ہے۔" بے شک نماز فحش اور منکر کاموں سے روکتی ہے" چناچہ دین کی باتیں سیکھنے کے لئے اب بھی مساجد ہی وہ جگہیں جہاں صرف اور صرف یکسوئی کے ساتھ دینی تعلیمات حاصل کی جاسکتی ہیں ہم دیکھتے ہیں کہ آج امریکہ اور دیگر یورپی ممالک میں جو اسلامک سینٹر قائم ہورہے ہیں وہ اصل اور خالص دین کی ترویج واشاعت ہی کے لئے قائم ہورہے ہیں۔ چناچہ اس بات سے اتفاق نہیں کیا جاسکتا جو ہمارے ہاں ان احادیث کے ترجمہ کرنے والے بیان کردیتے ہیں ترجمہ اور ذاتی رائے خلط ملط ہوکر عجیب وغریب پیغام کی صورت اختیار کر جاتی ہے۔" عورت کو خوشبو لگا کر نکلنا ناجائز ہے اور بغیر خوشبو لگائے نکلنا مختلف فیہ ہے بعضوں نے مطلقا جائز رکھا ہے بعض نے جوان عورتوں کو منع کیا ہے اور بڑھیوں کو جائز رکھا ہے بعضوں نے فجر اور عشا کی نماز میں جائز رکھا ہے، بعضوں نے مطلقا جائز رکھا ہے بعضوں نے مطلقا منع کیا ہے کیونکہ یہ فساد کا زمانہ ہے دوسرے یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں عورتوں کا جانا مسائل دین کے سیکھنے کے لئے ضرورت تھی اب وہ ضرورت جاتی رہی۔ علامہ" (۳۹)

سنن ابی داؤد کتاب الصلوۃ باب نمبر 202 بعنوان " ما جاء فی خروج النساء الی المسجد " میں حدیث نمبر 562 ہے اس میں عورتوں کو مساجد میں خوشبو لگا کر آنے سے روکا گیا ہے۔

عن ابی هریر رضی اللہ عنہ ن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تمنعوا اماء اللہ مساجد اللہ لکن لیخرجن وھن تفلات (۴۰)

ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: " مت منع کرو اللہ کی بندیوں کو مساجد میں جانے سے لیکن جب وہ نکلیں تو خشبو نہ لگائی ہوئی ہو"۔

اس بعد علامہ صاحب کی وہ رائے ہے جسے میں نے اوپر بیان کیا ہے، اور پھر ابن عمرؓ کی وہ احادیث ہیں جن میں "لا تمنعوا اماء اللہ مساجد اللہ " موجود ہے۔ ہاں حدیث نمبر 564 میں جو المساجد و بیوتھن خیر لھن (۴۱)

مت منع کرو اپنی عورتوں کو مساجد میں جانے سے لیکن ان کے گھر ان کے لئے بہتر ہیں۔

یہ اضافہ کیوں ہے کہ ان کے گھر ان کے لئے بہتر ہیں۔ بلکہ ایک اور حدیث پر بیان ہوئی ہے اور اضافہ ہے ملاحظہ ہو۔

عن عبد اللہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال صلوۃ المرءۃ فی بیتھا افضل من صلاتھا فی حجرتھا و صلاتھا فی مخدعھا افضل من صلاتھا فی بیتھا (۴۲)

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عورت کی نماز اپنی کوٹھڑی میں بہتر ہے اس کی نماز سے گھر میں اور نماز اس کی چور خانے میں بہتر ہے اس کی نماز سے کوٹھڑی میں۔

چور خانے سے مراد یہاں وہ چھوٹا سا اسٹور روم ہے جس کو پرانے زمانے میں کمرے کے اندر ایک چھوٹے سے کمرے کی شکل میں بستر، صندوق اور اہم سامان رکھنے کے لئے بنایا جاتا تھا اسی کو مخدع کہا جاتا ہے۔

اس کی تشریح میں علامہ صاحب نے طبرانی کی ایک روایت کا حوالہ دے کر مسئلہ حل کر دیا ہے لکھتے ہیں۔ احمد اور طبرانی نے روایت کیا ام حمید ساعدیہ سے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور کہا میں چاہتی ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھا کروں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"

تو جانتی ہے تیری نماز کوٹھڑی میں بہتر ہے حجرے سے اور حجرے میں بہتر

ھے آنگن سے اور آنگن میں اپنے گھر کے بہتر محلے کی مسجد سے اور محلے کی مسجد ؓمیں بہتر ہے جامع مسجد سے۔(۴۳)

مندرجہ بالا احادیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صحابیہ کا شوق اور مسجد نماز سے متعلق اور خصوصا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت میں نماز پڑھنے کی جانب حد درجہ رغبت کو دیکھتے ہوئے اسکے دل کو تسلی دینے کے لئے اور انہیں اطمینان دلانے کے لئے کہ ان کی نماز اگر اس طرح گھر کے کسی کونے کھدرے میں بھی ہوگی تو یقیناوہ " افضل" ہوگی بہتر ہوگی۔اس کی فضیلت، درجے اور مقام کو سمجھنے میں کوئی کمی واقع نہ ہوگی میری گزارش پھر یہی ہے کہ ہمیں اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے مقاصد ومنشا کو سمجھنے کی اور اس پر غور وفکر کرنے اور تدبر کرنے کی بھی ضرورت ہے تاکہ ہم ان لوگوں کی روک تھام اور سد باب کر سکیں جو عورتوں کی مسجد میں امامت جمعہ پڑھانے اور نازیبا لباس میں محرم ونامحرم سب لوگوں کو اکٹھا ایک ہی صف میں پڑھانے کی قبیح رسم کو جو کہ خلاف تعلیمات اسلام اور دین کا کھلم کھلا مذاق اڑانے کے مترادف ہے۔جیسا کہ امریکہ اور دیگر جگہوں پر کیا جارہا ہے اور وقتا فوقتا ان اعمال سیئہ کے مظاہرے ہو رہے ہیں، چنانچہ ہمیں وہ جائزعمل جسکی ہمارے دین نے ہم خواتین کے لئے اجازت رکھی ہے،ضرور ملنی چاہیئے تاکہ اسلام کے منافی کام کرنے کی جسکے ساتھ عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت بھی شامل ہے ملاحظہ ہو۔

عن عبد الله بن عمر قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول : " لا تمنعوا نسائكم المساجد اذا استذنكم اليها قال. فقال بلال ابن عبد الله . " و الله لنمنعهن قال فأقبل عليه عبد الله فسبه سبا سيئا ما سمعته سبه مثله قط و قال اخبرك عن رسول الله صلى الله عليه وسلم و تقول و الله لنمنعهن(۴۴)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:" تم اپنی عورتوں کو مساجد سے نہ روکو جب وہ تم سے اس کی اجازت طلب کریں۔ بلال بن عبداللہ نے عرض کیا، اللہ کی قسم! ہم ان کو

ضرور منع کریں گے۔ جس پر عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے ان پر اس قدر سخت
ناراضگی کا اظہار کیا کہ اتنا کسی پر ناراض نہ ہوئے تھے اور فرمایا : میں تجھکو
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی خبر دیتا ہوں اور تو کہتا ہے کہ ہم ان کو
ضرور منع کریں گے۔

اس حدیث میں لفظ "سب" آیا ہے وہ انتہائی سخت الفاظ میں برا بھلا کہنے کے لئے آتا ہے۔ اور اس سے پتہ چلتا ہے کہ حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم سنکر اس کا رد کرنے والے پر عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کسقدر غضبناک ہوئے۔

آگے "متن" کے اور "اسناد" کے فرق سے یہی حدیث چار جگہ بیان ہوئی ہے۔ یہاں صرف ترجمے پر اکتفا کرتے ہوئے انہیں بیان کر رہی ہوں۔

حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: " تم عورتوں کو رات کے وقت مساجد کی طرف نکلنے سے نہ روکو تو عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بیٹے نے عرض کیا کہ ہم انہیں نہیں جانے دیں گے تا کہ وہ اس کو دھوکہ دہی اور فریب کا ذریعہ نہ بنالیں۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے بیٹے کو خوب ڈانٹا اور فرمایا کہ: " میں تو رسول اللہ کا قول نقل کرتا ہوں اور تو کہتا ہے ہم اس کی اجازت نہیں دیں گے۔ (۴۴۔الف)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

عورتوں کو رات کے وقت مساجد کی طرف جانے کی اجازت دے دو۔ تو ان
کے بیٹے نے جن کو واقد کہا جاتا ہے، عرض کیا: وہ جب وہاں جانے کو دھوکہ د
فریب کا ذریعہ بنائیں تو؟ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ان کے سینے پر ضرب
ماری اور فرمایا میں تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کرتا ہوں
اور تو کہتا ہے: نہیں۔ (۴۵)

اس کے بعد حدیث نمبر 995 بھی تقریبا اسی متن اور حضرت بلال سے مروی ہے انہوں نے اپنے والد عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ (۴۶)

ابن عمرؓ کی اسی حدیث کو سنن ابی داؤد میں کتاب الصلوۃ باب 202 بعنوان ما جاء فی خروج النساء الی المسجد" کے تحت بیان کیا گیا ہے۔ (۴۷)

عہد رسول میں خواتین کی دیگر نمازوں میں شرکت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معلم بھی تھے اور شارح بھی، وہ دین سکھانے کے لئے اپنے عمل کو قائم فرمایا کرتے تھے اللہ کے حکم سے دین کے تمام معاملات کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پختہ اور ٹھوس بنیادیں فراہم کیں چنانچہ نماز جو دین کا ستون ہے، اس کی تعلیم بڑی تفصیل سے دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں خواتین آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے عیدین، کشوف وخسوف استسقاء اور جنازوں کی نمازوں میں شرکت کیا کرتی تھیں۔

نماز جمعہ میں شرکت:

اللہ تعالی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بندیوں کو ان کے جسمانی عوارض اور گھریلو ذمہ داریوں کے پیش نظر یہ سہولت مہیا فرمائی کہ اس پر جماعت نماز میں شرکت یا جمعہ کی نماز میں یا دیگر نمازوں میں جو گھر سے باہر یا میادین میں پڑھی جاتی ہیں واجب قرار نہیں دیا، البتہ عیدین کی نماز میں شرکت کا حکم دیا ہے اسکا ہم ذکر کریں گے لیکن جو شرکت کرنا چاہتی تھیں ان کے لئے باوجود وسائل کی تنگی اور حالات کی سختی کے اجازت مرحمت فرمائی۔

چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں خواتین "مساجد المدینہ" میں یا وہاں میادین میں قائم ہونے والی نمازوں میں شرکت کیا کرتی تھیں اس کے یوں تو تاریخی ثبوت بھی ہیں لیکن میں مقالے کی طوالت پر پابندی کے پیش نظر صرف چند احادیث کا حوالہ دینے پر اکتفا کر رہی ہوں اور اسے بہت کافی سمجھا جائے کیونکہ یہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم سے انتخاب کی گئی ہیں۔

حضرت عمرہ بنت عبدالرحمن رضی اللہ عنہا اپنی بہن سے روایت کرتی ہیں کہ سورق والقرآن المجید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے ہی جمعے کے دن سن کر یاد کی ہے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سورۃ کو ہر جمعے میں منبر پر پڑھا کرتے تھے۔ (۴۸)

یہی حدیث دوسری سند کے ساتھ بھی بیان ہوئی ہے، (۴۹)

حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کی بیٹی سے روایت ہے کہ وہ فرماتی ہیں کہ میں نے سورۃ ق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سن کر حفظ کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر جمعہ کو خطبے میں یہی پڑھا کرتے تھے۔ (۵۰)

صلاۃ الخسوف اور صلاۃ الکسوف میں خواتین کی شرکت

حضرت عمرہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کی ایک یہودیہ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے آکر کچھ مانگا تو اس نے کہا اللہ تجھے عذاب قبر سے پناہ دے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو کیا عذاب قبر ہوگا۔ عمرہؓ کہتی ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس سے اللہ کی پناہ۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک صبح سواری پر سوار ہوئے تو سورج گرہن ہو گیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ میں بھی عورتوں کے ساتھ حجروں کے پیچھے سے مسجد آئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سواری سے اتر کر اپنی نماز پڑھنے کی جگہ پر تشریف لے گئے پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے اور لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے کھڑے ہو گئے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام طویل کیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع کیا، پھر کھڑے ہوئے، پھر پہلے قیام سے کم لمبا قیام کیا، پھر رکوع کیا تو طویل لیکن پہلے رکوع سے کم م پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر اٹھایا تو گرہن نکل چکا تھا۔ (۵۱)

صلاۃ الجنازہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی شرکت

حضرت عباد بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے حکم دیا کہ سعد بن ابی وقاصؓ رضی اللہ عنہ کا جنازہ مسجد میں لایا جائے تا کہ اس پر نماز جنازہ پڑھی جائے۔ لوگوں نے اس بات پر تعجب کیا تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم لوگ کتنی جلدی بھول گئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سھیل بن بیضا رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ مسجد میں پڑھائی تھی۔ (۵۲)

البتہ عورتوں کو جنازے کے پیچھے پیچھے چلنے سے روکا گیا ہے۔ (۵۳)

صحیح بخاری میں دیکھئے۔ (۵۴)

صلاۃ العیدین میں خواتین کی شرکت اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عیدین کی نماز اور اجتماعات کے حوالے سے جو احکامات صادر فرمائے ہیں ان کا اعتراف تقریبا تمام ائمہ کرام، علما و محدثین و مفسرین نے کھل کر کیا ہے مگر انتہائی حیرت اور استعجاب کا مقام ہے کہ ہمارے معاشرے میں اب تک ان دونوں عظیم تہواروں کے منانے کے لئے عورتوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات و تعلیمات کے مطابق برکت کے مواقع

فراہم نہیں کیئے جاتے سوائے چند مسالک کے ماننے والوں نے چند مقامات پر اس کا اہتمام کیا ہوتا ہے، اور بقیہ خواتین اپنی عید کا اہتمام کرنے کے لئے بازاروں ، درزیوں ، انگریزوں،، سناروں ، بیوٹی پارلروں اور حلوائیوں کے چکر کاٹ رہی ہوتی ہیں یا عید کے میلوں اور فیسٹول میں شرکت کرنے ، بننے سنورنے کے مقابلے میں شرکت کی بھاگ دوڑ میں لگی ہوتی ہیں۔نماز اگر گھر پر پڑھنے کا خیال آجائے جو کہ انتہائی گنے چنے انتہائی دیندار گھرانوں کا طریقہ کار ہے۔عید کی نماز کا عید گاہ میں پڑھنے کا تصور ہی ہمارے ہاں کی خواتین کو عجوبہ روزگار لگتا ہے۔ بے شک عید منانے کا اہتمام حدود و قیود میں رہ کر کرنا کوئی بری بات نہیں ہمارے دین نے تو ہر کام کی جائز حدوں میں رہ کر اجازت دی ہے سو عید منانے کے لئے بھی کچھ نمونے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتے ہیں جن میں عید منانے کے طور طریقے بڑی وضاحت کے ساتھ ملتے ہیں جن کے ذریعے ہم خوشی کے ان دنوں کو بھرپور طریقے پر منا سکتے ہیں لیکن ان دو اہم دنوں کا آغاز چونکہ اللہ کے سامنے شکرانہ دوگانہ ادا کرنے سے کرنا مسنون ہے سو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں ہر شخص کو شرکت کا حکم دیا ہے اور عورتوں کو خصوصا اس میں شرکت کے لئے ہدایت دی ہے۔

صحیح بخاری میں کتاب العیدین میں امام بخاری جو باب خواتین کی نماز کے حوالے سے باندھ رہے ہیں اسکا عنوان ہے۔"باب خروج النساء والحیض الی المصلی " ہے۔اس باب کے تحت جو حدیث ہے وہ یہ ہے۔ام عطیہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا تھا کہ ہم جوان عورتوں پردے والیوں کو عید کے دن نکالیں اور ایوب نے حفصہ رضی اللہ عنہا سے ایسی ہی روایت کی ہے حفصہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ہے کہ ایوب نے کہا یا حفصہ رضی اللہ عنہا نے جوان عورتوں کو اور پردے والیوں کو، جبکہ حیض والی خواتین نماز کی جگہ سے الگ رہیں"۔(۵۵)

جبکہ اگلا باب " باب خروج الصبیان الی المصلی " ہے جس سے معلوم ہو جاتا ہے بچے بھی عید گاہ جائیں۔اس میں حدیث نمبر 924 میں ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ " عید الفطر کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وعظ اور نصیحت کی اور صدقے کا حکم دیا۔(۵٦)

صحیح بخاری کی حدیث نمبر 920 میں ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے

کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہمیں عید کے دن نکلنے کا حکم ہوتا یہاں تک کہ کنواری عورت بھی پردے میں سے نکلتی اور حائضہ بھی نکلتیں۔ وہ لوگوں کے پیچھے رہتیں مردوں کے ساتھ تکبیر کہتیں اور ان کی دعا میں شریک ہوتیں اس دن کی برکت اور پاکیزگی حاصل کرنے کی امید رکھتیں۔(۵۷)

اما بخاری نے کتاب العیدین میں ایک باب خواتین کی نماز عیدین میں شرکت کے حوالے سے " باب اذا لیس لھا جلباب فی العید " باندھا ہے۔ اس میں وہ ان عورتوں کے بارے میں جن کے پاس چادریں نہ ہوں عیدگاہ جانے کے لئے چادر مستعار دینے کا حکم ہے۔ کیونکہ غربت اور اشیا کی قلت کے باعث ایسا ہوا کرتا تھا تو اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ اگر کسی کے پاس دوپٹہ یا چادر نہ ہو تو اس کی سہیلی کو چاہیئے کہ وہ اپنی چادر اسے پہنا دے مگر عیدگاہ ضرور جائے یعنی کوئی بہانہ نہیں ہوسکتا۔(۵۸)

آج ہمارے پاس چادروں کے انبار ہیں، گاڑیاں، موٹر سائیکلیں، بسیں سبھی کچھ ہیں جگہ جگہ عیدگاہ بنتی ہیں لاؤڈ اسپیکر کی سہولت ہے راستے کھلے کشادہ ہیں۔ کیا اب بھی کوئی شے مانع ہے؟ کہ ہم اپنی بہنوں کو اس عظیم سعادت سے محروم کردیں۔ اس میں کچھ قصور عورتوں کا بھی ہے جو دنیا کی زندگی میں اسقدر منہمک ہیں کہ انہیں اپنے ان حقوق کا خیال ہی نہیں آتا، وہ ان نمازوں کی لذت سے آشنا ہی نہیں کاش ہمارے ہاں اسکا شعور بیدار ہوجائے تو کیا عورت اتنی ہی جاھل اور دین سے بے بہرہ ہوگی جتنی آج ہے۔ جب کسی کو یہ بتایا جائے کہ عید کی نماز کے یہ احکامات ہیں چلو بہنو آپ گھر پر تو پڑھ سکتی ہو تو انہیں عید کی نماز پڑھنا نہیں آتی آدھے سے زیادہ یہ آبادی عیدین جیسے بابرکت ایام کی رحمتوں سے بھرپور صبحوں میں خواب خرگوش کے مزے لے رہی ہوتی ہیں یا باورچی خانوں میں لذت کام دھن کے انتظامات میں لگی ہوتی ہیں۔ ایسے لوگ بھی ہیں جو نہ تو خود نماز کے لئے نکلتے ہیں اور بیوی بچوں کا تو سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ اب ہم یہ تمنا کریں کہ ہماری عورت باشعور ہو تو یہ خواب دیکھنا فضول ہے کہ ایسا ممکن ہی نہیں۔

صحیح مسلم کے صرف ابواب اور حدیث نمبر لکھنے پر اکتفا کررہی ہوں کیونکہ ان صفحات میں اسقدر تفصیلات ممکن نہیں۔ صحیح مسلم کا کتاب صلا العیدین میں اگر کوئی دیکھنا چاہے تو انہیں ان عدد کی مدد سے تلاش کیا جاسکتا ہے۔

حدیث نمبر	باب نمبر
2044/2045/2046/2047/2048	349
2054/2055/2056/2057	350
2061/2062/2063/2064/2065	353

سنن ابی میں اگر " خروج النسا فی العید " کے تحت حدیثیں دیکھنا چاہے تو انہیں ان نمبروں سے تلاش کیا جا سکتا ہے۔

حدیث نمبر	باب نمبر
1123/1124/1125/1126	398
1128/1129/1130/1131	399

سنن ابی داؤد، ترجمہ علامہ وحید الزماں، جلد اول، ص:464 تا 467

اس باب کی احادیث کی تشریح میں محترم علامہ وحید الزماں لکھتے ہیں"مسلم کی روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کنواریوں کو بھی نکالنے کا حکم فرمایا۔ ان حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ عیدین کے واسطے عورتوں کو نکالنا مسنون ہے اور یہی قول ہے ابوبکر اور علی اور عمر رضی اللہ عنھم کا اور ایک جماعت سلف کا۔(۵۹)

چناچہ اس بات سے انکار ممکن نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کی اسلامی ریاست کی بنیاد جن خطوط پر رکھی اس میں مسجد کو بنیادی مقام دیا گیا، اور اللہ کے اس گھر کو محض سجدہ گاہ ہی نہیں ابلاغ علم، درس وتدریس، غور وفکر ریسرچ اور باہمی اجتماع کا مقام بھی بنایا گیا، جناب ڈاکٹر حمید اللہ مرحوم کے نام سے کون واقف نہیں انہوں نے نہایت مختصر اور جامع انداز میں مسجد نبوی کے ابتدائی ایام کو بیان فرمایا ہے لکھتے ہیں، اسلام کے ابتدائی زمانے میں مسجد نبوی میں مرد بھی ہوتے تھے اور عورتیں بھی۔ یہ ممکن ھے کہ ان کے بیٹھنے کی جگہ الگ الگ ہو لیکن اس مقام پر، جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تقریر فرماتے ، دونوں کے لئے بیک وقت استفادہ کرنے کا امکان تھا"۔(۶۰)

قطب الدین عزیز صاحب بڑے اچھے خیالات کے مالک انسان ہیں بڑے اچھے شفیق مہربان بزرگ بھی ہیں میں نے ان سے بہت کچھ سیکھا ہے۔ وہ ڈپلومیٹ ہونے کے ساتھ ساتھ ہمہ

جہت شخصیت کے مالک ہیں چناچہ ایک پروفیسر، براڈ کاسٹر، صحافی، سوشل ورکر ھونے کے ساتھ ساتھ وہ انٹرنیشنل اور نیشنل اخبارات رسائل و جرائد میں طویل عرصے سے لکھ رہے ہیں۔ امریکہ اور بریطانیہ سمیت کئی جگہ پاکستان کے سفیر کی حیثیت سے اپنے فرائض انجام دیتے رہے، انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر انگریزی میں ایک کتاب بعنوان THE PROPHET OF ISLAM-A BLESSING TO MANKIND لکھی اس میں مسجد نبوی سے متعلق ایک باب میں مسجد نبوی کی اسلامی معاشرے کی تشکیل میں جو کردار تھا اس کا نقشہ بڑے خوبصورت انداز میں کھینچا ہے۔ لکھتے ہیں۔

The role of the prophet founded the worlds first Islamic state the role of the mosque assumed many dimension. It became Islams all-important foundational institution. The Muslim community in Madina loved and venerated the prophets mosque. He and his family lived within its compound and the faithful who came to pray also met him daily, so close was the support between the prophet and his flock, he led them in prayer and his Friday congregational address cemented their faith in Islam. As Madina progressed towards statehood, the prophet used the mosque as a council room and a reception wall, a kind of secretariat for the Islamic state founded. And delegations from other parts of Arabia and abroad came to see him there. He also dispensed justice

from the percents of the mosque to the Muslims of Madina. He discussed spiritual and temporal matters, problem of administration, political issues and social and economic themes and the farming of defense strategy when Madina was threatened by hostile forces. Muslim women also prayed in the mosque with an entrance door reserved for them.(61)

مولانا مودودی کہتے ہیں کہ، مسجد نبوی میں حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے عورتوں کے داخل ہونے کے لئے ایک الگ دروازہ مخصوص کر دیا تھا۔ اس کی دلیل کے طور پر انہوں نے سنن ابی داؤد سے اس حدیث کا انتخاب کیا ہے۔

عن نافع، عن ابن عمر قال: قال رسول الله صل الله عليه وسلم لو تركنا هذا الاباب للنساء فقال نافع لم يدخل منه ابن عمر حتى مات.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہوا کہ" کاش ہم اس خاص دروازے کو عورتوں کے لئے مخصوص کر دیں" نافع کہتے ہیں کہ تادم زیست ابن عمر پھر کبھی اس دروازے سے داخل نہیں ہوئے۔(۶۲)

اس کے باوجود کہ مولانا صاحب نے صحاح ستہ کی تمام احادیث جو کہ خواتین کی مساجد میں شرکت و داخلے کا جواز پیش کرتی ہیں بیان فرما دیں، لیکن انہوں نے بھی صرف ان احادیث کا ترجمہ بیان کیا جن کے ذریعے خواتین کی مساجد میں داخلے کی حوصلہ شکنی ہو سکے یا کسی نہ کسی طرح انہیں جواز بنا کر مساجد میں ان کے داخلے کو بند کیا جا سکے، نیز وہ احادیث مبارکہ جو خواتین کی سہولت کے پیش نظر یا ان کے گھر سے باہر نکلنے کے آداب سے متعلق ہیں ترجمہ کر دی گئیں ہیں۔ اور حضرت

عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس قول کو جو سنن کبری میں ہے تفصیل سے صحیح احادیث اور حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی سنت مطہرہ وسیرت مبارکہ پر ترجیح دیتے ہوئے بیان کیا ہے، جبکہ ائمہ کرام اس بات پر متفق ہیں کہ اور یہی حق ہے کہ نص صریح کی موجودگی میں کسی کا قول جواز یا عدم جواز کے لئے تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔

سب سے پہلے تو قرآن ہمیں پابند کرتا ہے کہ جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دیدیا اسے پکڑنا اور جس سے منع فرمایا اس سے رکنا لازمی ہے۔

" وما اتاکم الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتھوا والتقو اللہ ان اللہ شدید العقاب " (۶۳)

" یبھا الذین منوا طیعوا اللہ واطیعو الرسول واولی الامر منکم فان تنازعتم فی شئی فردوہ الی اللہ و الرسول ان کنتمتؤمنون باللہ والیوم الآخر ذلک خیر واحسن تأویلا " (۶۴)

" وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحیٰ " (۶۵)

" ما کان لمؤمن ولا مؤمنۃ اذا قضی اللہ ورسولہ امرا ان یکون لھم الخیرۃ من امرھم " (۶۶)

" فلیحذر الذین یخالفون عن امرہ ا ن تصیبھم فتنۃ او یصیبھم عذاب الیم " (۶۷)

" اطییعوا اللہ واطیعوا الرسول فان تولیتم فان اللہ لا یحب الکافرین (۶۸)

مندرجہ بالا آیات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے شارع اور مقنن ہونے کی دلیلیں ہیں اور ایسا قانون بنانے والا اور ایسا فیصلہ دینے والا جسکا فیصلہ قطعی اور یقینی ہے۔ جسے نہ صرف قبول کرنا پڑے گا بلکہ اسکا قبول کرنا ہی ایمان وسلامتی کی ضمانت ہے۔

ڈاکٹر حمید اللہ اپنے مضمون " عہد نبوی میں نظام تشریع وعدلیہ " میں لکھتے ہیں۔ قانون اصل میں دو طرح کے ہوتے ہیں: ایک خالص انسانی قانون اور دوسرا خدائی قانون۔ ایک تمہیدی بات یہ

ہے کہ قانون بن جانے کے بعد اسکو ایک مماثل درجے کا اقتدار رکھنے والی مماثل درجے کی شخصیت ہی بدل سکتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اگر قانون اللہ کی طرف سے نازل ہوا تو اس کو بدلنے والا اللہ ہی ہو سکتا ہے خدا سے کم رتبے کا کوئی فرد اس کو بدلنے کا اختیار نہیں رکھتا اور اگر بدلے تو ملحد ہوگا اللہ کو نہیں انتا ہوگا۔ اللہ کے بعد پیغمبر اپنے ذاتی اجتہاد سے کوئی قانون بنا سکتا ہے جبکہ اسے وحی نہ آئی ہو وہ پنی صوابدید اور ملک استدلال سے حکم دیتا ہے تو اب اس قانون کو کوئی پیغمبر ہی بدل سکتا ہے پیغمبر سے کم درجے کی کوئی شخصیت مثلاً کوئی بادشاہ، کوئی مجتہد، کوئی فقیہ اس کو بدلنے کی قابلیت نہیں رکھتا۔ لبتہ اللہ کی ذات پیغمبر کے حکم کو بدل یا منسوخ کرسکتی ہے یعنی قانون بدلنے کا بھی ایک معیار ہے۔(٦٩)

چناچہ ان اصولوں کی روشنی میں معاشرے کی اہم اکائی کے بارے میں جو فیصلے اس کی تعلیم وتربیت اور حقوق کے حوالے سے اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کردیئے اس میں تبدیلی اور وہ بھی بہت بڑی تبدیلی کرنا لیاسی کا حق ہے یا حق ہوگا۔ ایسا ممکن ہی نہیں کیوں کہ قرآن کریم کی تعبیر و تشریع کا حق اور اس میں تخصیص کا اختیار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو حاصل ہے۔

> اسلامی قانون کی تعبیر وتشریع اور اس کے ارتقا میں اجتہاد کو ایک اہم اور بنیادی اصول کی حیثیت حاصل ہے یہ اصول بھی صراحتا رسول اللہ سلی اللہ علیہ وسلم کا عطا کردہ ہے جو ہر دور اور ہر زمانے میں قانون سازی کے عمل میں ممد ومعاون ثابت ہوتا ہے۔ ایسے تمام مسائل جن میں قرآن کریم اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہوں، سنت کی رو سے اہل اجتہاد کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنی تمام تر صلاحیتوں کو استعمال کرکے درپیش مسائل کا حل پیش کریں اور اس علمی اور فکری ریاضت کا عمل تا قیامت جاری رہے گا۔(٧٠)
>
> اجتہاد کے ثبوت میں سب سے اہم حدیث، حدیث معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ہے۔(٧١)

یہی وجہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عورتوں کے مسجد میں جانے کے حوالے سے اپنی رائے تو دی لیکن انہوں نے پابندی عائد نہیں کی اسی طرح ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے

بلال کوخواتین کے مساجد میں جانے سے متعلق حدیث کوسن کر اپنا عمل اس کے برخلاف کرنے کی وجہ سے برا بھلا بھی کہا اور مرتے دم تک ان سے سخت ناراض رہے۔خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنی اہلیہ کومسجد میں جماعت کی نمازوں میں شمولیت سے نہ روک سکے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی فرمان ہے کہ "لا تمنعوا ما اللہ مساجد اللہ"۔اور اور آج تک عرب ممالک میں خوتین کے لئے مساجد میں خصوصی انتظامات کئے جاتے ہیں جہاں جوخواتین جانا چاہتی ہیں جایا کرتی ہیں۔اور جو خواتین مساجد میں جاتی ہیں ان کا دینی شعور نہ جانے والی خواتین بہ نسبت حد درجہ بڑھا ہوا ہوتا ہے۔افسوس تو اس بات کا ہے کہ برصغیر پاک وہند میں مساجد کے دروازے خواتین کے لئے کچھ اس طرح بند کئے گئے کہ عقل حیران ہے ،ہماری خواتین بازاروں ،تفریح گاہوں ،جلسے جلوسوں ، اسکولوں ،کالجوں ،یونیورسٹیوں ،فیکٹریوں اور دیگر جگہوں پر جاسکتی ہیں مگر مساجد کے قریب بھی نہیں پھٹک سکتیں۔۔۔۔۔اکیلے گاڑی ڈرائیو کرسکتی ہیں ایک شہر سے دوسرے شہر سفر کرسکتی ہیں،نوکریاں کرنے کے لئے گلیوں گلیوں سڑکوں سڑکوں بھٹک سکتی ہیں مگر مساجد میں جان ناجائز قرار پاتا ہے۔۔۔ سوال یہ ہے کہ وہ دین کا علم کیسے حاصل کرے،روحانی بالیدگی کسطرح اپنے اندر سموئے۔۔۔جو تربیت اللہ کے گھر میں نوجوان مردوں کی ہورہی ہے اس سے ہماری بچیاں محروم ہیں۔وہ کونسا فتنہ ہے جو ان جگہوں پر جانے سے نہیں بلکہ مساجد جانے سے پیدا ہوگا وہ کیسی برائی ہے جو اللہ کے گھر جانے سے اسے ملے گی اور ان جگہوں پر وہ اس برائی سے محفوظ رہے گی۔

جناب مولانا منظور نعمانی صاحب نے اپنی شہرہ آفاق کتاب "معارف الحدیث" کے حصہ دوم میں "مسجد میں نمازوں کے لئے عورتوں کا آنا" کے زیر عنوان ایک باب رکھا ہے اور اس میں صحیح بخاری ومسلم سے ابن عمر کی دو احادیث کہ خواتین کو مساجد میں آنے سے نہ روکو

بیان فرمائیں لیکن اس کی تشریح میں انہی خدشات کا اظہار فرمایا ہے جو ان سے پہلے فقہا اور علما کے فتاوی میں ہیں لکھتے ہیں: رسول اللہؐ کی حیات طیبہ میں جبکہ مسجد نبوی میں پانچوں وقت کی نماز بہ نفس نفیس آپؐ خود پڑھایا کرتے تھے۔تو آپؐ کی طرف سے بار بار اس کی وضاحت کے باوجود کہ عورتوں کے لئے اپنے گھروں میں ہی نماز پڑھنا افضل اور باعث ثواب ہے، بہت سی نیک بخت عورتوں کی خواہش ہوتی تھی کہ وہ کم از کم رات کی نمازوں میں یعنی عشا اور فجر میں مسجد جا کر حضورؐ کے پیچھے نماز پڑھا کریں،لیکن بعض لوگ اپنی بیویوں کو اس بات کی اجازت نہیں

دیتے تھے اور انکا یہ اجازت نہ دینا کسی فتنے کے اندیشے یا کسی بدگمانی کی وجہ سے نہ تھا، کیونکہ اس وقت پورا اسلامی معاشرہ اس طرح قابل اطمینان تھا، بلکہ ایک غیر شرعی قسم کی غیرت اس کی بنیاد تھی اسی لئے رسول اللہ ؐ نے ارشاد فرمایا کہ عورتیں اگر رات کی نمازوں میں مسجد آنے کی اجازت مانگیں تو ان کو اجازت دے دینا چاہیئے خود عورتوں کو آپ ؐ برابر یہ سمجھاتے رہے کہ بیبیو تمہارے لئے زیادہ بہتر اپنے گھروں میں نماز پڑھنا ہے"۔(۷۲)

آگے لکھتے ہیں" اور چونکہ اس جذبے کی بنیاد حضور ؐ کے ساتھ آپکی سچی محبت تھی اور اس زمانے میں کسی فتنے کا اندیشہ نہیں تھا اس لئے آنحضرت ؐ نے لوگوں سے فرمایا کہ عورتیں اگر رات کو مسجد میں جانے کی اجازت چاہیں تو تو اجازت دے دیا کرو۔ بہرحال کسی فتنے کا اندیشہ نہیں تھا اور بعض صحابہ کرام صرف عرفی غیرت یا اپنی افتادِ طبع کی وجہ سے اپنی بیویوں کو مساجد میں جانے سے منع کر دیتے تھے اور اس کے بعد آپ نے یہاں حضرت عائشہ کا وہ قول بیان فرمایا ہے رسول اللہ ؐ ایسی عورتوں کو دیکھ لیتے جو آج ہیں توں کو ایسے ہی روک دیتے جیسے بنی اسرائیل کی عورتوں کو روکا گیا تھا۔(۷۳)

جناب مفتی رفیق الحسنی صاحب اہل سنت کی معروف ہستی ہیں انہوں نے ایک کتابچہ بعنوان" خواتین کی نماز تراویح" لکھا ہے، جو بے حد مفید اور حوصلہ افزا ہے وہ لکھتے ہیں کہ: مساجد جا کر جمعہ اور دیگر نمازیں جماعت کے ساتھ پڑھنے کے سلسلے میں متاخرین فقہا کا فتوی یہ ہے کہ مسجد میں نوجوان خواتین کو جمعہ اور دیگر نمازوں کے لئے جانا مکروہ ہے البتہ بوڑھی خواتین مسجد میں جاسکتی ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ:" خواتین کو مساجد میں جماعت سے منع کرنے کی وجہ فتنے کا خوف ذکر کیا گیا ہے جو کہ سابقہ ادوار میں یقینا ہوگا۔ لیکن یہ بھی مسلمات میں سے ہے کہ موجودہ دور میں اگر خواتین کو جمعہ اور جماعات کے لئے مساجد آنے کی اجازت ہو تو سابقہ ادوار کی طرح اب فتنوں کا اندیشہ نہیں رہا کیونکہ فتنوں کے لئے الگ مراکز بنا دیئے گئے ہیں۔ مفتی رفیق الحسنی صاحب کہتے ہیں کہ احادیث میں خواتین کو اپنی جماعت کرانے یا مساجد میں جماعات میں شرکت سے صراحت کے ساتھ نہیں روکا گیا اور حضور ؐ کے زمانے میں عورتیں مساجد میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھتی تھیں اور اپنی جماعت بھی کرتی تھیں۔(۷۴)

محمد مارماڈیوک پکتھال اپنی کتاب اسلامی کلچر میں برصغیر کی مسلم عورت کے بارے میں

لکھتے ہیں: " برصغیر میں مسلمان عورت کی موجودہ نازک حالت کی مذمت سے یہ مراد نہیں کی میں برصغیر کی مسلمان عورت کی حالت کا اندازہ غیر اسلامی معیار سے کر رہا ہوں ۔ میں تو مشرق اور مغرب دونوں میں عورت کی حیثیت صرف اسلامی معیار پر جانچتا ہوں اور ہر عہد کے روشن خیال مسلمان کا یہی طریقہ کار رہا ہے۔ کہ قرآن ہمیں بتاتا ہے: " اسی طرح ہم نے تمہیں امت وسط بنایا تا کہ تم لوگوں پر گواہ بنو اور رسول تم پر گواہ بنیں ۔(۷۵)

رسول اللہؐ عورتوں کی آج کی حیثیت کے متعلق ضرور مسلمانوں کے خلاف شھادت دیں گے ۔ آپؐ نے فرمایا: علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے" ۔ لیکن ہمارے معاشرے میں اس کی نسل در نسل خلاف ورزی ہو رہی ہے ۔(۷۶)

آگے لکھتے ہیں : میں نے برصغیر میں مسلمان عورتوں سے متعلق اپنی رائے بلا کم و کاست اور بلا خوف عرض کر دی ہے۔ مسلمان عورت کی حیثیت ہمارے ہاں حد درجہ قابل اصلاح ہے اور اصلاح کی ضرورت نہایت شدید ہے۔ ارشاد نبوی کے تحت انہیں زیور تعلیم سے آراستہ کیجیئے اور انہیں وہ مواقع فراہم کیجیئے جو ان کی فطری خوبیوں اور صلاحیتوں کی نشو نما کے لئے ان کا حق اسی طرح مسلم اور مقدس ہے، جسطرح مردوں کا ، اور جو شخص عورتوں کو ان کے حق سے محروم رکھنا چاہتا ہے، بڑا یہ ظالم ہے ۔(۷۷)

یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے عورت کی حیثیت کا دیانتدارانہ اندازہ کیا ہے۔ اور برصغیر کے کلچر اور تہذیب و تمدن میں اس کی جو درگت بنی اس کا سبب اور سد باب بھی پیش کر دیا ہے، حیرت تو اس بات پر ہے کہ سو سال پرانی کتابوں کو آج کے جدید دور میں من و عن چھاپا جا رہا ہے، عورت کے مسائل کے حوالے سے کوئی قابل ذکر پیش رفت ہوئی ہے نہ ہی اس کے حقوق و فرائض کو دیانتداری اور غیر جانبداری کے ساتھ بیان کیا جا رہا ہے آخر ایسا کب تک ہوتا رہے گا ۔ خصوصا جب ہم عورت کی بے راہ روی کی بات کریں یا اس کے برے برے اخلاق اور بد سلوکی کا رونا روئیں تو ہمیں ٹھنڈے دل و دماغ سے یہ سوچنا چاہیئے کہ اس کا اصل سبب کیا ہے؟ کیا یہ سلسلہ یونہی چلتا رہے گا اور اللہ کی یہ مخلوق ہم نفس کے ہاتھوں اسی طرح استحصال اور بے جا قوانین کا شکار ہوتی رہے گی یا کوئی حل نکل آئے گا؟ وہ حل کیا ہے؟ وہ کنجی کونسی ہے جس سے برصغیر پاک و ہند کی خواتین پر بند کیے گئے وہ دروازے کھلیں گے جو ان اللہ کی بندیوں کے رب اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے تعمیر فرمائے

۔اور خواتین کی حقیقی تعلیم وتربیت کا خواب پورا ہوگا جس کے ذریعے ہم مسلمان مائیں تیار کرسکیں گے وہ مسلمان مائیں جنکی امت مسلمہ کو اشد ضرورت ہے، اگر اب بھی نہ سمجھے تو کب سمجھیں گے کہ ان دروازوں کو بند کر کے ہمیں اگر کچھ حاصل ہوتا تو گزشتہ صدیوں میں حاصل ہو چکا ہوتا، اب ان دروازوں کو کھول کر بھی دیکھیں یقیناوہ کچھ حاصل ہو جائے گا جو حاصل کرنا اب ناگزیر ہے۔

بقول اقبال:

اس بحث کا کچھ فیصلہ میں کر نہیں سکتا
کہ خوب سمجھتا ہوں کہ یہ زہر ہے، وہ قند
کیا فائدہ کچھ کہہ کے بنوں اور بھی معتوب
پہلے ہی خفا مجھ سے ہیں تہذیب کے فرزند
اس راز کو عورت کی بصیرت ہی کرے فاش
مجبور ہیں، معذور ہیں، مردان خرد مند
کیا چیز ہے آرائش و قیمت میں زیادہ
آزادی نسواں کہ زمرد کا گلو بند ؟

حرف آخر:

- عصر حاضر کی اہمیت ہر دور سے کہیں بڑھ کر ہے، اور مسلمان خواتین کی ذمہ داریوں میں بہت اضافہ ہو چکا ہے اس لئے ان کی تعلیم وتربیت کی اشد ضرورت ہے تاکہ ایک صالح معاشرے کا قیام وجود میں لایا جاسکے چناچہ عورت کی حقیقی تعلیم وتربیت کیلئے مساجد سے بہتر کوئی مقام نہیں ہوسکتا۔
- مساجد کے دروازے خوتین پر کھولے جائیں، جدید سہولتوں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اسکی اسکی شرکت کے پیش نظر خصوصی انتظامات کیئے جائیں۔ جیسا کہ تمام عرب اور مسلم ممالک میں ہیں مثلاانڈونیشیا، ملائشیا، ایران، ترکی وغیرہ میں۔
- اسلام نے خواتین کو جو سہولت دی ہے کہ اس کی نماز گھر پر بھی اتنی ہی قابل قدر ہوگی بلکہ زیادہ افضل ہوگی جو کہ وہ مسجد میں پڑھتی ہے اسکو ''ممانعت'' اور ''کراہیت'' نہ سمجھا جائے، اپنی فکر اور نظریئے کو درست کرنا ضروری ہے۔ چناچہ قرآن وحدیث کی موجودگی میں دیگر افراد کو اقوال کو غلط طریقے پر استعمال نہ کیا جائے اور اسطرح حیلے بہانے کے ذریعے خواتین کو اس نعمت عظمیٰ سے محروم نہ کیا جائے۔
- خواتین کے لئے مساجد میں خصوصی تعلیم وتربیت کا بندوبست کیا جائے۔ علماٗ کرام اس

اہم مسئلے پر سوچ بچار کے لئے اکٹھا ہو کر سوچیں اور اپنی ''قدیم'' رائے کو بدل کر قرآن اور احادیث مبارکہ نیز صحابہ کرام کے اقوال سے رجوع فرمائیں۔

حواشی وحوالہ جات

۱۔ النساء:۱
۲۔ الذاریات.56
۳۔ النساء، ۱۲۴
۴۔ لاحزاب، 33
۵۔ القیامۃ 37-38-39
۶۔ البقرۃ 43
۷۔ البقرۃ 45
۸۔ البقر 238
۹۔ البقر 277
۱۰۔ البقر 101
۱۱۔ البقرۃ 103
۱۲۔ المائدۃ 6
۱۳۔ النور 56
۱۴۔ فاطر 29
۱۵۔ الانعام 92
۱۶۔ التوب 18
۱۷۔ التوبۃ 71
۱۸۔ سوربنی سرائیل آیۃ 1
۱۹۔ سورۃ التوبۃ، آیت 108
۲۰۔ رواہ البخاری و مسلم , معارف الحدیث, تألیف : مولانا منظور حمد نعمانی، حصہ سوئم ص:114
۲۱۔ معارف الحدیث ص:115
۲۲۔ اسلام میں عبادت کا حقیقی مفہوم، ڈاکٹر یوسف القرضاوی، مترجم خدا بخش ایڈوکیٹ۔ الفضل ناشران و

تاجران کتب غزنی اسٹریٹ، لاہور
۲۳۔ صحابیات کے کارنامے ، محمود احمد غضنفر، مکتبہ قدوسیہ، غزنی اسٹریٹ، اردو بازار، لاہور، سن اشاعت ، مئی 1998 ص: 12
۲۴۔ آزادی نسواں ، عہد رسالت میں، مقدمہ، ڈاکٹر یوسف القرضاوی، اسلامی نظریاتی کونسل، حکومت پاکستان، اسلام آباد، سن اشاعت 2007 ص: 28
۲۵۔ سورۃ الاحزاب 36
۲۶۔ صحیح مسلم مع مختصر شرح، کتاب الصلوۃ، حدیث نمبر 1055 ، مترجم : مولانا عزیزالرحمن، فاضل جامعہ اشرفیہ لاہور، مکتبہ رحمانیہ اقرا سینٹر، غزنی اسٹریٹ، اردو بازار لاہور، ص: 457
۲۷۔ صحیح مسلم ، کتاب الصلوۃ، حدیث نمبر 1056، مترجم : مولانا عزیزالرحمن، ص: 458
۲۸۔ صحیح بخاری شریف، ترجمہ: علامہ وحید الزماں ، مکتبہ رحمانیہ ، اقرا سینٹر، غزنی اسٹریٹ، اردو بازار لاہور، سن اشاعت 1999 ص: 364 اور 365
۲۹۔ صحیح بخاری ، کتاب الصلوۃ، باب عورت کا رات اور اندھیرے میں مسجدوں کو جانا، حدیث نمبر 824، ص: 423
۳۰۔ صحیح مسلم شریف، مترجم : مولانا عزیز الرحمن، مکتبہ رحمانیہ، کتاب المساجد، حدیث نمبر 1457، ص: 576
۳۱۔ حوالہ سابق، حدیث نمبر 1458
۳۲۔ المعجم الوجیز، لجنة من کبار العلماء، مجمعة اللغة العربیة بالقاهرة، مجلد واحد، ص: 579
۳۳۔ جو صحیح بخاری کی حدیث نمبر 824 اور 554 میں آیا ہے۔ دیکھیئے صحیح بخاری ، علامہ وحید الزماں کا ترجمہ، یہ

حوالہ پہلے آ چکا ہے اس کے معنی رات کے آخری پہر کا اندھیرا ہے، جسکے بعد صبح کی سپیدی نمودار ہوتی ہے۔
المعجم الوجیز، ص:453

۳۴۔ صحیح مسلم مع مختصر شرح، مترجم مولانا عزیزالرحمن، مکتبہ رحمانیہ، اقراسینٹر، غزنی اسٹریٹ، اردو بازار لاہور، جلد اول، کتاب الصلوۃ، حدیث نمبر :991، ص:439

۳۵۔ موطا امام مالک ، ترجمہ : علامہ وحید الزماں ، حذیفہ اکیڈمی، کمرہ نمبر7، الفضل مارکیٹ، اردو بازار لاہور، ص: 170

۳۶۔ صحیح بخاری، کتاب الصلوۃ میں باب نمبر 553 بعنوان "صلاۃ النساء خلف الرجال"

۳۷۔ حوالہ سابق، حدیث نمبر 827 اور ص:424

۳۸۔ حوالہ سابق، باب 554

۳۹۔ سنن ابی داد شریف، ترجمہ : علامہ وحید الزماں ، نعمانی کتب خانہ ، حق اسٹریٹ ، اردو بازار، لاھور، پاکستان، ص:260

۴۰۔ حوالہ سابقہ، حدیث نمبر: 562، ص:259

۴۱۔ حوالہ سابقہ حدیث نمبر 562۔ ص:259

۴۲۔ سنن ابی داؤد، حدیث نمبر 567، ص:261

۴۳۔ حوالہ سابقہ، سنن ابی داؤد، ص:261

۴۴۔ صحیح مسلم، ترجمہ علامہ وحید الزماں، باب 195، حدیث نمبر 989

۴۴۔ الف- المرجع السابق، حدیث 992، ص:939

۴۵- المرجع السابق حدیث 994

۴۶۔ المرجع السابق، ص:439

۴۷۔ سنن ابی داؤد حدیث نمبر 565 ص: 260

۴۸۔ صحیح مسلم، جلد اول، کتاب الجمعۃ باب نمبر 343، حدیث نمبر 2012، ص: 754

۴۹۔ المرجع السابق، حدیث نمبر 2013، ص: 754

۵۰۔ حدیث نمبر 2014، ص: 755

۵۱۔ صحیح مسلم، کتاب الکسوف، حدیث نمبر 2098، ص

۵۲۔ صحیح مسلم، کتاب الجنائز، حدیث نمبر 2252، ص: 831، یہی بات روایت نمبر 2253 اور 2254 میں بھی بیان کی ہوئی ہے ملاحظہ کیجیئے صحیح مسلم شریف، ص: 832

۵۳۔ صحیح مسلم شریف، باب نہی النسا عن اتباع الجنائز، حدیث نمبر 2167/2166، ص: 808

۵۴۔ باب بعنوان "باب اتباع النساء الجنائز"

۵۵۔ صحیح بخاری، کتاب العیدین، حدیث نمبر 923

۵۶۔ کتاب العیدین، حدیث نمبر 924، ص: 461

۵۷۔ صحیح بخاری، کتاب العیدین، حدیث نمبر 920، ص: 460

۵۸۔ کتاب العیدین ص ۴۶۲

۵۹۔ المرجع السابق، ص: 465

۶۰۔ خطابات بہاولپور، ڈاکٹر حمید اللہ، ادارہ تحقیقات اسلامی۔ الجامعہ الاسلامیہ العالمیہ، اسلام آباد، پاکستان، اشاعت چہارم 1992 ص: 319

61- THE PROPHET OF ISLAM-A BLESSING TO MANKIND- by Qutbuddin Aziz, third international revised edition published by The Islamic Media Corporation, 9/4 Rafiq center, Abdullah Haroon road, Karachi, Pakistan, edition issued in October 1989, page 49

۲۲۔ تفہیم الحادیث، جلد سوئم، مولانا سید ابو العلی مودودی، ادارہ معارف اسلامی، منصورہ، لاہور، ص:۱۳۲

۲۳۔ الحشر 8

۲۴۔ النسا 59

۲۵۔ النجم 4

۲۶۔ الحزاب 36

۲۷۔ النور 64

۲۸۔ آل عمران 32

۲۹۔ رسول اللہ بحیثیت شارع و مقنن، شریعہ اکیڈمی بین القوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد، پاکستان۔ سن اشاعت: 2005، ص:15

۳۰۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت شارع و مقنن، مضمون نگار ڈاکٹر محمد یوسف فاروقی، ص:78

۳۱۔ ابو داؤد السنن، کتاب القضا، جلد، ص:78

۳۲۔ معارف الحدیث، مولانا منظور احمد نعمانی، دار الاشاعت، اردو بازار، ایم اے جناح روڈ، کراچی، پاکستان، سن اشاعت 2007، ص:122-123

۳۳۔ معارف الحدیث، ص:124/123

۳۴۔ خواتین کی نماز تراویح، مفتی محمد رفیق الحسنی، ناشر اسکالر اکیڈمی، گلشن اقبال، کراچی، ص:7

۳۵۔ البقر۔ آیت نمبر 143

۳۶۔ اسلامی کلچر، ص:122

۳۷۔ اسلامی کلچر، ص:۱۲۲

حصہ "ب"

اہم نوٹ: کراچی کے کالجز میں عبداللہ کالج برائے خواتین ناظم آباد کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ یہاں فروری ۲۰۰۶ء سے ایم اے اسلامک اسٹڈیز و ایم اے پولیٹکل سائنس کی کلاسیں منعقد ہو رہی ہیں۔ راقم (چیف ایڈیٹر) کی جانب سے طالبات سے ہر سال سیرت النبی ﷺ پر تحقیقی مقالات تحریر کروائے جاتے ہیں اور سیرت النبی ﷺ کے حوالہ سے منعقدہ سیمینار میں (جو ہر سال منعقد ہوتا ہے) پیش کروائے جاتے ہیں۔ یہ مقالات ایچ ای سی کے معیار کے مطابق نہیں ہیں، لہٰذا ریویو کمیٹی کے مطابق یہ تحقیق مقالات شمار نہیں کئے جائیں گے، بلکہ فقط طالبات کی حوصلہ افزائی کے لئے یہ مقالات شائع کئے جارہے ہیں۔

غزوات نبوی ﷺ میں خواتین کا حصہ سیرت طیبہ ﷺ کی روشنی میں

مدیحہ بٹ

ایم۔اے (سال اوّل)

خواتین نے ہر شعبہ حیات میں حصہ لیا حتیٰ کہ غزوات اور دفاع اسلام میں بھی پیچھے نہیں رہیں۔ ارشاد ربانی ہے:

وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ۔۔ الْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيعُونَ حِيلَةً وَّلَا

يَهْتَدُونَ سَبِيلًا (۱)

اے مسلمانو! تمہیں کیا ہوگیا ہے تم اللہ کی راہ میں جہاد نہیں کرتے ان کمزور مردوں، عورتوں اور بچوں کے لئے جو ہجرت و تحفظ کی طاقت نہیں رکھتے ہیں۔

اس میں جہاد کا حکم تمام مظلوم انسانوں کی حفاظت کے لئے دیا گیا ہے، خواہ وہ یہودی ہوں عیسائی ہوں یا مسلمان ہوں۔

آنحضرت ﷺ کے دور میں جتنے بھی معرکے پیش آئے وہ دو قسم کے ہیں، جس میں آپ ﷺ خود بنفس نفیس شامل ہوئے اُسے ''غزوہ'' کہتے ہیں اور جس میں آپ ﷺ نے شرکت نہیں کی لیکن لشکر کو لڑنے کے لئے بھیجا اُسے ''سریہ'' کہتے ہیں، غزوات کی کل تعداد ستائیس ہے۔

شخصیت وہی قابل احترام ہوتی ہے جو اپنے قول و فعل سے یہ ثابت کردے کہ اسلام کا سچا شیدائی اور اللہ کی فوج کا بہترین سپاہی ہے۔

اسلام میں عورتوں کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ آنحضرت ﷺ پر پہلی وحی غار حرا میں نازل ہوئی۔ جب آپ ﷺ گھر واپس آئے تو آپ ﷺ جلال الٰہی سے لبریز تھے۔ آپ ﷺ نے اپنی زوجہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے تمام واقعہ بیان کیا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کو تسلی دیتے ہوئے کہا کہ آپ ﷺ نے کبھی کسی کا برا نہیں چاہا۔ آپ ﷺ غریبوں کی مدد کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو ضائع نہیں کرے گا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کو اپنے چچا ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں۔ انہوں نے آپ ﷺ کی نبوت کی تصدیق کی۔ گویا سب سے پہلے ایک عورت نے آپ ﷺ کی پریشانی دور کرنے کی کوشش کی۔ سب سے پہلے مشرف با اسلام ہونے کا اعزاز بھی آپ کو حاصل ہے۔ یعنی سب سے پہلے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا مسلمان ہوئیں۔

بعثت نبوی کے بعد آنحضرت ﷺ نے جب فرض نبوت ادا کرنا چاہا تو سخت مشکلیں پیش آئیں۔ اس زمانے میں جو لوگ اسلام لائے ان پر مشرکین نے طرح طرح کے مظالم ڈھائے۔ قریش غریب مسلمانوں کو پکڑتے انہیں تیز دھوپ میں تپتی ہوئی ریت پر لٹاتے، لوہے کو آگ پر گرم کرکے جسم کو داغتے۔ یہ مصیبتیں تمام بیکس مسلمانوں پر عام تھیں۔ اسلام کی راہ میں سب سے پہلے جام شہادت نوش کرنے والی حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا جو حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی والدہ تھیں انہیں اسلام قبول کرنے

کے جرم میں ابوجہل نے برچھی مار کر شہید کر دیا تھا۔ اس کے علاوہ حضرت زنیرہ رضی اللہ عنہا جو نبی کریم ﷺ کی شان میں شاعری فرماتی تھیں انہیں بھی ابوجہل نے اس قدر مارا کہ ان کی آنکھیں جاتی رہیں۔ خواتین نے اسلام کے دفاع میں اپنا سب کچھ قربان کیا۔

آخر کار ۱۲ صفر ۲ ھ میں اللہ تعالیٰ نے جہاد کا حکم دے دیا۔ تفسیر ابن جریر میں ہے کہ قتال کے متعلق سب سے پہلے جو آیت نازل ہوئی وہ سورہ بقرہ کی آیت نمبر ۲۴ ہے۔

فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا وَلَنْ تَفْعَلُوا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ (۲)

لیکن اگر (ایسا) نہ کر سکو اور ہرگز نہیں کر سکو گے تو اس آگ سے ڈرو جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہوں گے (جو) کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔

اللہ کی راہ میں ان لوگوں سے لڑو جو تم سے لڑتے ہیں۔

بغیر لڑے راستہ نہیں ملتا لڑنا مجبوری ہے، طاقت کا جواب جہاد کے ذریعہ دینے کا حکم ہے، جو مزاحمتی رویہ نہیں اپناتے وہ دنیا سے نیست و نابود ہو جاتے ہیں شاعر نے کہا۔

جینا ہے تو جینے کی پہلی سی ادا مانگو فرعون سے ٹکراؤ موسیٰ سے عصاء مانگو
ہر راہ میں چھوڑو خود قدموں کے نشاں اپنے توہین ہے غیروں سے نقش کف پا مانگو

مکہ میں جہاد کی اجازت نہیں تھی، مدینہ پہنچنے کے بعد اجازت ملی، آپ ﷺ غزوہ اور سریہ کی صورت میں دشمنان اسلام کے خلاف سربکف ہو گئے۔

صفر ۲ ھ میں آپ ﷺ ساٹھ مہاجرین کے ساتھ نکلے اور ابواء تک گئے، جہاں غزوہ ابواء واقع ہوا، یہ سب سے پہلا غزوہ تھا۔ اس کے بعد غزوات کا سلسلہ شروع ہو گیا، بدر، احد، خندق اور پھر فتح مکہ۔

کفار جہاں جس کی ہیبت سے لرز اٹھے اسلام کے پرچم کو اس شان سے لہرایا

حضور اقدس ﷺ کے دور میں مردوں کو تو جہاد میں شرکت کا شوق تھا جس کے واقعات کتب سیرت میں کثرت سے نقل کئے گئے ہیں، لیکن عورتیں بھی مردوں سے پیچھے نہ تھیں، ہمیشہ مشتاق رہتیں جہاں موقع ملتا پہنچ جاتیں۔ اپنی جان و مال سے مدد کرتیں۔ خود بھی شرکت کرتیں، اپنے گھر کے مردوں، بچوں کو بھی جہاد میں بھیجتی تھیں۔